مغل شہنشاہوں کی ولادت، سال جلوس اور وفات کے قطعات

دوسری اور آخری قسط

جناب عبدالرؤف خاں صاحب اودی پور راجستھان

ملک الشعراء ابوطالب کلیم کاشانی نے اس حادثۂ جانکاہ پر ایک پر اثر پانچ شعری قطعہ بھی کہا :

گوہرے ارجمند از کفِ شاہ   رفتہ کز دیدہ خوں نمی بندد
حاصل ہر دو کون شاہ جہاں   بد ہد گر بسلک ــــــ پیوندد
رختِ گلگوں شفق نمی پوشد   کہ بہر جز سیاہ نپسندد
آسماں برسرازمہ و خورشید   چہرۂ زرد گر نمی بندد

گشت تاریخ ایں مصیبتِ عام
"صبحدم زیں الم نمی خندد"[۱] ۱۰۴۰ھ
۱۴۴ + ۶۷ + ۷۱ + ۱۰۰ + ۶۵۸

شب دوشنبہ ۲۶ رجب ۱۰۷۶ھ م ۲۲ جنوری ۱۶۶۶ء کو شاہ جہاں نے اپنی جان، جانِ آفریں کے سپرد کی۔ مرزا عبدالقادر بیدل (۱۶۴۴-۱۷۲۰ء) نے، جبکہ اس (بیدل) کی عمر صرف بائیس سال کے قریب تھی، شاہ جہاں کی وفات پر نہایت پُر درد تاریخی مرثیہ کہا کیونکہ بقول ڈاکٹر کبیر احمد جائسی صاحب" بیدل کو شاہ جہاں سے والہانہ عقیدت تھی، وہ شاہ جہاں کو صرف ایک بادشاہ ہی نہیں بلکہ ایک اچھا انسان بھی سمجھتے تھے، اور اس کی موت کو ایک عہد کا خاتمہ . . . بیدل نے جو مرثیہ کہا اس کا ایک ایک شعر ان کے دلی جذبات کا آئینہ دار ہے :

یاد آں موسم کہ بی وہم بہار و فصل دی   داشت مینا کے فلک جام طرب لبریز می

---

۱ ملاحظہ ہو مقالہ سابق الذکر ص ۱۰۶

انجمن تازان چمن خندان طراوت گل فشاں | شاخ گل رقاص و بلبل بستہ در منقار نی

دور سعدی بود و عہد امن و ایام شریف | خلق در حمد خدا، از عدل شاہ نیک پی

شاہ شاہان جہاں شاہجہاں کز شوکتش | تاج بر خاک او فگندی کسریٰ و کاؤس و کی

از زمین تا آسمان شہباز حکمش کردہ صید | رخش فرمانش، ز مشرق تا بہ مغرب کردہ طی

دست جود ی داشت، چوں موسیٰ ولی بیضا فشاں | تیغ عدل، پائے ظلمت کردہ چوں خورشید پی

کوہ در فکر وقارش بستہ خون در دل ز لعل | بحر از شرم عطایائیش زگوہر کردہ خوی

کامراں شاہی چو او نگذشتہ در اقلیم دہر | کمترین چاکرانش بادشاہ مصر و ری

تا جہت رفت آں شہ قدسی نشاں بر قصر عرش | سوی اصل خویش می باشد رجوع کل شئی

بہر تاریخ وصالش از خرد کردم سوال
گفت بیدل بر سریر قرب یزداں جای وی[1]
۱۰۷۶ھ
۲۰۲+۲۷۰+۳۰۲+۷۲+۱۴+۱۶

اشرف خاں نے "رضی اللہ" سے سال وفات شاہ جہاں برآمد کیا اور اس مادہ کو اس طرح شعری جامہ پہنایا:

سال تاریخ فوت شاہ جہاں
"رضی اللہ" گفت اشرف خاں[2]
۱۰۷۶ھ

کسی اور نکتہ سنج نے "شاہ جہاں کرد وفات[2]" سے ۱۰۷۶ برآمد کیا۔

شہزادہ اورنگ زیب نے شب یکشنبہ ۱۵ ذیقعدہ ۱۰۲۷ھ م ۲۴ اکتوبر ۱۶۱۸ء کو بمقام دوحد نزد اجین بکتم عدم سے عالم وجود میں قدم رکھا۔ جہانگیر نے اس مولود مسعود کا نام "اورنگ زیب" رکھا۔ گویا اسی وقت قضاء و قدر کے کارکنوں نے خود دادا کے منہ سے اس پیش گوئی کو ظاہر کر دیا جو چالیس سال بعد پوری ہونے والی تھی۔ اجین پہونچکر شہنشاہ جہانگیر نے اس خوشی میں جشن منایا۔ ابوطالب کلیم

۱۔ مقالہ "بیدل، شخصیت اور ماحول" از ڈاکٹر کبیر احمد جائسی (دھینگ) ریڈر اقبال انسٹی ٹیوٹ، کشمیر یونیورسٹی سری نگر، مشمولہ ماہنامہ جامعہ نئی دہلی ص ۱۰ و ۱۱ بابت جنوری ۱۹۸۲ء۔

۲، ۳۔ مقالہ "اورنگ زیب کی زندگی کے اہم واقعات کی تاریخیں" از محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالرب عرفان صاحب کاملی مشمولہ ماہنامہ معارف بابت مارچ ۱۹۸۹ء ص ۱۸۸ قسط ۲۔

۴۔ دیکھئے مقدمہ رقعات عالمگیر از سید نجیب اشرف ندوی ص ۱۲۰ سنہ طباعت ندارد۔

نے قطعہ تاریخ ولادت موزوں کیا:

داد ایزد بپادشاہِ جہاں — خلفے ہمچو مہر عالمتاب
تاج صاحبقرانِ ثانی یافت — گوہر بحر از دگر نسبت سحاب
نامش اورنگ زیب کرد فلک — تخت ازیں پایہ گشت فیض باب
چوں بآں خردہ آفتاب انداخت — افسر خویش بر ہوا چو حباب

خامہ از بہر سال تاریخش
زد رقم "آفتاب عالم تاب"[1] ۱۰۲۸ = ۱۰۲۸ھ
۴۸۲+۱۳۱+۴۰۳

یہ مادۂ تاریخ "آفتاب عالمتاب" تعمیہ (تخرجہ) کے ساتھ کہا گیا ہے۔ اس سے ۱۰۲۸ کا عدد مستخرج ہوتا ہے جبکہ حضرت اورنگ زیب کی ولادت کا سال ۱۰۲۷ھ ہے چنانچہ کلیم نے چوتھے شعر میں آفتاب کے اپنے تاج (افسر یعنی پہلے حرف (الف) کو ہوا میں گرا دینے کی بات کہکر ۱۰۲۸ میں سے الف کے ایک عدد کے اسقاط کی جانب اشارہ کیا ہے[2]۔

اورنگ زیب کی رسم تخت نشینی جنگ برادران کے سبب دو دفعہ عمل میں آئی پہلی دفعہ یکم ذیقعدہ ۱۰۶۸ھ م ۲۱ جولائی ۱۶۵۸ء کو شالامار باغ دہلی میں سرسری طور سے تخت نشینی کے مراسم ادا کئے۔ اس موقعے پر بہت سے باکمال لوگوں نے قطعات تہنیت اور تاریخیں کہیں ان تاریخوں میں حیرت انگیز اور بے مثال تاریخ جسے پیش آمدہ واقعات کو ملحوظ رکھتے ہوئے مولانا سید عبدالرشید ٹھٹھوی نے سورۂ نسار کی آیت کریمہ نمبر ۵۹:

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم (۹۷+۶۶+۴۶۶+۹۰+۷۰+۳۲۶+۹۶۲ +۳۴+۷+۲۲+۱۵۰) سے (۱۰۶۸ھ) برآمد کی۔ ایسے الہامی تاریخ کہیں تو بے جانہ ہوگا بلکہ کسی صاحب فہم نے "سزاوار سریر پادشاہی" جیسے بلیغ الفاظ سے ۱۰۶۸ھ برآمد کہا ہے[3]۔ خود اورنگ زیب نے اپنے مادۂ ولادت "آفتاب عالمتاب" کے آخر میں لفظ "میم" کا اضافہ کرکے "آفتاب عالمتابم" سے مذکورہ

---

۱ مقدمہ رقعات عالمگیر ص ۱۲۰ و ۱۲۱ ۲ تا ۳ کے لئے دیکھئے پروفیسر ڈاکٹر عبدالرب عرفان صاحب کا مقالہ "اورنگ زیب کی زندگی کے اہم واقعات کی تاریخیں" مشمولہ ماہنامہ معارف اعظم گڈھ بابت ماہ فروری ۱۹۸۹ء ص ۱۰۳ تا ۱۱۲۔

سنہ جلوس برآمد کیا۔

اورنگ زیب جب جنگ کھجوہ و دورائی سے فتح مند و کامراں ہو چکا تو اس کا جشن جلوس ثانی ۲۴ رمضان ۱۰۶۹ھ معادل ۵ جون ۱۶۵۹ء کو نہایت تزک و احتشام کے ساتھ منایا گیا اس تقریب کی تاریخ ملا عزیز اللہ پسر ملا تقی اصفہانی نے آیت کریمہ "انّ الملک للہ یوتیہ من یشاء"[1] (ملک اللہ کا ہے جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے) سے ۱۰۶۹ھ برآمد کیا اور اسوقت سے وہ "ابو المظفر محی الدین اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی" کہلانے لگا۔ مذکورہ مادہ کے علاوہ دیگر تاریخ گو سخنوروں نے بھی مادے برآمد کئے مثلاً ایک صاحب نے "بادشاہ ملک ہفت اقلیم"[2] سے مطلوبہ اعداد برآمد کئے نیز ایک دیگر سخن سنج نے "آفتاب ملک احسان سایۂ رحمٰن"[3] سے مکمل اعداد مستخرج کئے۔ دارا شکوہ اور شہزادی جہاں آرا بیگم کے پیر و مرشد حضرت شاہ محمد المعروف ملّا شاہ قادری بدخشی متوفی ۱۰۷۲ھ/۱۶۶۱ء نے "ظل الحق" سے سال برآمد کرکے اسے رباعی میں موزوں کیا اور عالمگیری بارگاہ میں بھیجا۔

صبح دل من چوں گل خورشید شگفت کآمد حق و غبار باطل رفت
تاریخ جلوس شاہ حق آگہ را
ظل الحق گفت، الحق ایں را حق گفت[4]

پروفیسر مصطفیٰ احسن علوی کاکوروی دانش گاہ لکھنؤ نے تیسرے مصرعے میں "شاہ حق آگہ" کی بجائے "شاہ اورنگ" رقم فرمایا ہے[5]

اس اقتدار و دوران گورگان و پروانۂ توحید اورنگ زیب اعظم جو در صف شاہنشاہان

۱ے تفصیل کے لئے دیکھئے پروفیسر ڈاکٹر عبدالرب عرفان صاحب کا مقالہ "اورنگ زیب کی زندگی کے اہم واقعات کی تاریخیں" مشمولہ ماہنامہ معارف اعظم گڑھ بابت ماہ فروری ۱۹۸۵ء ص ۱۰۳ تا ۱۱۲۔

۲ے ماخوذ از مقالہ "ابجد شماری" قسط ۳ از جناب سید محمد صاحب مشمولہ ماہنامہ آجکل نئی دہلی بابت جنوری ۱۹۸۲ء ص ۲۲

۳ے رود کوثر ص ۴۴۲ مطبوعہ ۱۹۸۰ء نئی دہلی۔ ۴ے دیکھئے مقالہ "دربار عالمگیری" قسط ۱ مشمولہ ماہنامہ الفرقان لکھنؤ ص ۴۱ بابت مئی ۱۹۹۱ء۔ ۵ے حضرت ملا شاہ بدخشی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وفات "داد ملا شاہ در توحید جان" سے برآمد ہوتی ہے۔ ۶ے مولانا ظفر علی خان فرماتے ہیں: وہ سلطنت ہوئی کیا ہندوستان میں جسکی اورنگ زیب اعظم تھا آخری نشان۔ ماخوذ از نگارستان ص ۱۰۳۔

یکتا سے اور مغل خانوادہ کے شموس ستہ کا آخری شمس وینز اعظم تھا کی روح پُر فتوح نے نوے
سال کی عمر میں آرزو کے مطابق بروز جمعہ ۲۸ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ معادل ۲۱ فروری ۱۷۰۷ء اور تسبیح ۸
و تہلیل میں مصروفیت کے عالم میں بعد از نماز فجر ایک پہر دن گذرنے کے بعد بمقام احمد نگر
روضۂ جنت کی راہ لی اور سلطنت و ملت اسلامیۂ ہندیہ کی اس آخری نشانی کے جسد خاکی کو حسب
وصیت خلد آباد میں سرگروہ ارباب الیقین حضرت شیخ زین الدینؒ کے مقبرہ میں سپرد خاک
کیا۔ کسی تاریخ گو نے آیت کریمہ: روح و ریحان و جنت نعیم[1] ۱۱۱۸ھ
۱۴۰ + ۳۳۵۳ + ۶ + ۲۶۹ + ۶ + ۲۱۴
سے بشارت آمیز تاریخ دریافت کی، نیز دیگر تاریخ گو کے ذہن رسا نے "دخل الجنت"[2] سے مطلوبہ
سنہ رحلت برآمد کیا۔

سید میر جعفر زٹلی نارنولی نے جو عہد اورنگ زیب کا نہایت منہ پھٹ اور بیباک شاعر تھا۔
بادشاہ کی وفات پر بہترین مادہ: بادشاہ بہشت از نیکی[3] ۱۱۱۸ھ
۹۰ + ۸ + ۷۰۷ + ۳۱۳
برآمد کیا۔ اورنگ زیب کی وفات پر اس نے جو اشعار لکھے وہ بڑی اہمیت کے حامل ہیں ایک
شعر یہاں درج کیا جاتا ہے جو اس کے دلی جذبات کا آئینہ دار ہے ؎

کہاں پائیں گے ایسا شہنشاہ مکمل اکمل و کامل دل آگاہ[4]

"یہ آفتاب عالمتاب (بزیادت یک عدد) ۱۰۲۷ھ میں طلوع ہوا۔ چالیس سال تک شاہجہانی
دور کو اپنے تابناک کارناموں سے روشن کرنے کے بعد یہ استحقاق پیدا کیا کہ آفتاب عالمتاب
(سال جلوس اول پر خود کہا ہوا مادہ جس سے ۱۰۶۸ھ برآمد ہوتے ہیں) کہہ سکے۔ پھر پچاس سال
دو ماہ انیس دن شاہان تیموریہ ہند کا "(آفتاب عالمتاب مُرد)[5]" مادہ سال وفات ۱۱۱۸ھ)
۹۰ + ۵۲۴ + ۴۰۲

---

[1] پروفیسر عبدالرب عرفان صاحب کا مقالہ مذکور قسط ۳ معارف اپریل ۸۹ء ص ۲۹۹
[2] مقالہ "رام نارائن حاجی پوری عہد عالمگیری کا ایک فارسی انشاء پرداز" از جناب رضوان اللہ آروی مطبوعہ
ماہنامہ جامعہ بابت جولائی ۱۹۸۸ء ص ۴۹ [3] مفاوضۂ گرامی پروفیسر ڈاکٹر عبدالرب عرفان صاحب
مکتوبہ ۲۳ مئی ۱۹۸۹ء بنام راقم الحروف [4] دیکھئے مقالہ عہد اورنگ زیب، کلیات میر جعفر زٹلی کی روشنی
میں از ڈاکٹر سید محمد عزیز الدین حسین ریڈر شعبۂ تاریخ جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی مشمولہ ماہنامہ جامعہ نومبر ۱۹۹۰ء۔
[5] رجوع کیجئے تاریخ داستان اردو از پروفیسر حامد حسن قادری مرحوم ص ۲۲ حاشیہ ص ۲۲ مطبوعہ ۱۹۵۷ء

ضیا پاش رہکر غروب ہوگیا۔ چنانچہ میر عبدالجلیل بلگرامی نے اس آفتاب عالمتاب کے غروب کی تاریخ:

بی آفتاب عالمتاب ۱۱۱۸ء

سے بہادری کی بلے اس موقع پر مرزا فخر الدین محمد حاجی نعمت خان عالی (پسر حکیم فتح الدین شیرازی) جو اپنے عہد کے مشہور حکیم تھے) المخاطب مقرب خان و دانشمند خاں نے بھی چند رباعیاں موزوں کیں جن میں یوم وفات، وقت ارتحال و ماہ و تاریخ انتقال، مدت حکومت و حیات مستعار کو نہایت خوبی سے بیان کیا ہے۔ جنہیں یہاں محترم ڈاکٹر عبدالرب عرفان صاحب کے ترجمہ کے ساتھ (بعینہٖ) نقل کیا جاتا ہے۔

آں جمعہ کہ مُرد پادشاہ اول چاشت | چوں سینۂ اطفال چہ تلخیہا داشت
ذوالقعدہ کہ ایما بہ نشستن دارد | ایں طرفہ از روی زمینش برداشت

(یعنی) وہ جمعہ جس کے وقت چاشت کی ابتدائی گھڑیوں میں بادشاہ نے وفات پائی بچوں کے سینوں کی طرح کتنی تلخیاں اپنے اندر سمیٹے ہوئے تھا۔ ماہ ذوالقعدہ جس میں (بلحاظ معنی) بیٹھنے کا اشارہ پایا جاتا ہے (قعدہ بمعنی بیٹھنا) عجیب بات ہے کہ اس نے انہیں زمین (مراد دنیا) ہی سے اٹھالیا۔

آں شاہ کہ بیاد حق گذشت اوقاتش | خالی ز عبادت نشدی ساعاتش
چوں بیست و ہشت روز بگذشت ز ماہ | از صفحۂ روزگار حک شد ذاتش

(یعنی) وہ بادشاہ جس کے اوقات خدا کی یاد میں گزرے اور جس کی ساعتیں عبادت سے خالی نہیں ہوتی تھیں جب مہینے کے اٹھائیس روز گذر گئے (شاعر نے وفات کے دن کو بھی شمار کر لیا۔ چونکہ اٹھائیسواں دن گزرا نہیں تھا گذر رہا تھا اس لئے اس کے لئے فعل گذشت محل نظر ہے بیست و ہفت ہوتا تو مناسب تھا۔ ج م ا) تو زمانے کے صفحے سے اسکی ذات محو ہوگئی (حک کے معنی کھرچ کر مٹانے کے ہیں چونکہ لفظی ترجمہ سوئے ادب ہوتا اس لئے اس لئے اس کا ترجمہ محو کیا گیا ہے۔ ج م ا)

آں شاہ کہ دائم علم فتح افراشت | چوں گشت نود سالہ جہاں را بگذاشت

سے ڈھلتی ہوئی چھاؤں، سایۂ زوال آفتاب ۱۲۔

سے مقالہ ڈاکٹر عبدالرب عرفان بابت اپریل ۸۹ ۱۹ء ص ۲۹۹ و ۳۰۰۔

در ہر کاغذ چو صاد میکرد رقم بر نسخۂ عمر او خدا صاد نوشت

(یعنی) وہ بادشاہ جس نے ہمیشہ فتح کا جھنڈا بلند کیا جب نوے سال کا ہوا تو دنیا چھوڑ گیا، چونکہ ہر کاغذ پر وہ صاد (آدھا صاد "ص" جو کسی بات کے صحیح ہونے کی علامت کے طور رکھا جاتا ہے) تحریر کر دیتا تھا (اس لئے) اس کے نسخۂ عمر (نوشتۂ عمر) پر خدا نے بھی صاد ثبت کر دیا۔ (واضح ہو کہ حساب جمل میں "ص" کے عدد نوے ہوتے ہیں اور نوے سال ہی کی بادشاہ کی عمر ہوئی تھی۔ [illegible])

آں شاہ کز و نظام دنیا آمد تدبیرش تمام برجا آمد

پنجاہ و یک آمد عدد سال جلوس پس فائے فنا بسر "نا" آمد ۱۱۰۱ سال

(یعنی) وہ بادشاہ جس کے دم سے دنیا میں نظم و ضبط پیدا ہوا اور جس کی تمام تدبیریں درست ثابت ہوئیں اس کے سالِ جلوس کا عدد "۵۱" ہو گیا۔ لہٰذا "فنا" کا "ف" اس "نا" (یعنی ۵۱) کے سر آ گیا۔
مطلب یہ کہ "نا" "ف" کے اضافے سے "فنا" ہو گیا[1]

ملت کے ترکش کا یہ آخری تیر کارزارِ کفر و دیں کے درمیان اپنی عمر عزیز بسر کر کے خدا کے حضور پہونچا ؎

درمیانِ کارزارِ کفر و دیں ترکشِ ما را خدنگِ آخریں

اور اب صرف اس کا قصہ ہی قصہ رہ گیا۔ ع قصۂ ماست کہ در کوچہ و بازار بماند۔

بہادر شاہ اول (۱۷۰۷، ۱۷۱۲ء) و جہاندار شاہ (۱۷۱۲ تا ۱۷۱۳ء) کے بعد ۱۱ر جنوری ۱۷۱۳ء فرخ سیر مسند نشیں ہوا اور ۲۸ر اپریل ۱۷۱۹ء / ۷ر رجب ۱۱۳۱ھ کو بادشاہ گر سید برادران سید حسن علی الملقب بہ عبداللہ خاں متوفّٰی ۱۷۲۲ء اور سید حسین علی متوفّٰی ۱۷۲۰ء (بمقام ٹوڈہ بھیم) نے اسے قتل کروا دیا۔ مرزا بیدل پر جو اپنے اندر دلِ درد مند رکھتے تھے سید برادران کی اس سفاکانہ حرکت کا اتنا سخت ردِ عمل ہوا کہ انھوں نے فرخ سیر کی وفات پر جو تاریخی قطعہ سپرد قلم کیا اس میں سید برادران پر سخت ریمارک ہے؛

---

[1] مقالہ اورنگ زیب کی زندگی کے اہم واقعات کی تاریخیں از ڈاکٹر عبدالرب عرفان مشمولہ معارف اعظم گڈھ اپریل ۸۹ء ص ۳۰۰ و ۳۰۱۔

یارانی کہ بہ بادشاہ گرامی کردند — مدجور و جفا ز راہ خامی کردند

تاریخ چو از خرد جستم فرمود

سادات بہ سے نمک حرامی کردند[1]

۴۶۶+۱۸+۱۱۰+۲۵۹+۳۶۸

شاہ عالم کے انتقال کے بعد ۱۲۲۱ھ/۱۸۰۶ء میں اس کا بیٹا اکبر شاہ ثانی سریر آرا سلطنت ہوا۔ انشاء نے درج ذیل شعر سے سال جلوس برآمد کیا۔

جو انشا خواست تاریخ جلوس ظل سبحانی — خرد گفتا بگو "شاہ ممالک اکبر ثانی" ۱۲۲۱ھ

۳۰۶+۱۳۱+۲۲۳+۵۶۱

اکبر شاہ ثانی نے ۱۲۵۳ھ/۱۸۳۷ء میں انتقال کیا۔ بہادر شاہ ظفر نے اس شعر سے سال وفات مستخرج کیا:[2]

پئے سال وفات گفت ظفر — "فرش آرامگاہ عالی قدر"[3] ۱۲۵۳ھ

۵۵+۲۶۸+۱۱۱+۳۰۴

سر سید احمد خاں نے اکبر شاہ ثانی کی وفات پر بطریق تخرجہ درج ذیل قطعہ نظم کیا:

چوں بہ رفت از جہاں شہ اکبر — شد سیہ آسماں ز دود جگر

پائے شادی شکست واحد گفت ۱۰

سال تاریخ او "غم اکبر"[3] ۱۲۶۳-۱۰=۱۲۵۳ھ

۱۰۴۰+۲۲۳

یعنی "شادی" کی "پا" کے دس عدد خارج کر کے سال مطلوبہ برآمد کیجیے۔

آخری مغل تاجدار ابو المظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ ثانی المتخلص ظفر پسر ابو النصر معین الدین اکبر شاہ ثانی ۲۸ رمضان ۱۱۸۸ھ/۲۴ نومبر ۱۷۷۵ء کو پیدا ہوئے۔ اکبر شاہ ثانی کے انتقال کے بعد ۱۲۵۳ھ کو تخت نشین ہوئے کسی صاحب لطف نے "چراغ دہلی" سے سال جلوس ۱۲۵۳ھ برآمد کیا۔ ظفر نے بمقام رنگون (قید فرنگ میں) ۱۲۷۹ھ/۱۸۶۲ء کو وفات پائی اور "بجھا ہے چراغ دہلی" کسی نے سال وفات ۱۲۷۹ھ نکالا۔ شاہ غلام یحییٰ یحییٰ عظیم آبادی نے "فرمودہ شاہ رحلت"[4] اور مندرجہ ذیل

۱۲۷۹ھ

۱ے شعر العجم فی الہند از شیخ اکرام الحق ص ۲۳۳ مطبوعہ ۱۹۶۱ء مگر کاتب نے "بوسہ" کی بجائے "بہ و نے" نقل کیا ہے۔

۲ے تاریخ ادب اردو از رام بابو سکسینہ ص ۲۰۸ ۳ے آثار الصنادید مرتبہ پروفیسر خلیق انجم ۱: ۲۴۸

۴ے گنجینۂ تواریخ ص ۱۸

قطعہ سے سال برآمد کیا:

شاہ درویش خو بہادر شاہ — زیں سپنج سرا نمود سفر
در غزل چوں ظفر تخلص داشت
گشت سال وفات "حیف ظفر" ۱۲۷۸ھ بکمی یک عدد

اس موقع پر نواب محمد مردان علی خاں رعنا رنظام تلمیذ غالب اور دیوان ریاست جے پور نے حسب ذیل تاریخی قطعات کہے۔

۱۔ شہ بیکس چو رفت از دنیا — بیکسی کرد برسرش ماتم
دید رعنا چو دشت را خالی
گفت تاریخ او "غزل ارم" ؛ ۱۲۷۹ھ
۲۴۱+۱۰۳۸

۲۔ بہادر شاہ چوں سوئے ارم رفت — کہ براو نام شاہی راست اتمام
پئے فوت بہادر شاہ غازی
چنیں رعنا رقم زد "خلد خدام" ؛ ۱۲۷۹ھ
۱۲۷۹

۳۔ رفت از دہلی سوئے رنگوں چو شاہ بو ظفر — شادماں گشتند بہر وعوتش ارباب خلد
رفت بست از ملک مشرق چوں سوئے خلد بریں
گفت رعنا سال فوت او کہ "مشرق باب خلد" ؛ ۱۲۷۹ھ
۹۳۴+۵۲۹۴

چوتھا قطعہ بزبان اردو کہا ہے:

دار فانی مقام عبرت ہے — کیا کوئی آہ اس سے دل کو لگائے
شاہ بیکس گئے جو دنیا سے
کہا رعنا نے "رفت بانو عالم سے" ؛ ۱۲۷۹ھ
۱۲۰+۱۱۴۳+۱۶

مذکورہ قطعات کے علاوہ نواب محمد مردان علی خاں نظام و رعنا نے ایک طویل رثائیہ قطعہ بھی نظم فرمایا جس کا ایراد یہاں خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ اس کا عنوان ہے:

۱؎ کنز تواریخ ص ۱۷، ۱۳۳۳ تا ۱۶ دیکھیں کلیات نظام دیوان دوم ص ۱۹۷ و ۱۹۸ مطبوعہ ۱۸۷۵ء

"قطعۂ وفات ابوالظفر بہادر شاہ معزول شاہ دہلی مقیم رنگون خاتم السلاطین چغتیہ تیمو

۱۲۷۹ھ"

مپرس احوال ایں دنیا کہ چوں ست — فنا باشد ہمہ آغاز و انجام
بچرخ نیلگوں رنگ وفا نیست — تہی چوں شیشہ واژوں صورت جام
کجا اسکندر[۱] و جمشید[۲] و ضحاک[۳] — کجا اسفندیار[۴] و رستم[۵] و سام[۶]
گر از نیک و بد باقیست نامے — کسے ماند ز نیک و ہم ز بد نام
غنیمت داں دو روز عمر ناداں — بسر گردد گرت با عیش و آرام
شہ تیمور چنگیزی ز ترکاں — شنیدستی کہ بودش عالمی رام
ہمہ در سایۂ صیت جلالش — ز چیں تا ہند بود از روم تا شام
چہ ہندو ہندواں بروند رامش — ہمہ ترسا و گبر و اہل سلام
سمند شاہیے او در سمرقند — زدہ در ہشت و ہفتاد و دو گام
ز تیمور ابتدا بر بوظفر ختم — بہند آمد شمار بست و شش[۷] نام
شمار سال عمر سلطنت گشت — ازیں رو پنج صد[۸] اے نیک فرجام

---

۱ یعنی سکندر اعظم شاہ مقدونیہ ۲ فارس کا مشہور بادشاہ جو پیشدادی خاندان کا چوتھا بادشاہ تھا لغوی معنی ماہ منور کہتے ہیں کہ جام سب سے پہلے اسی نے بنایا تھا لہذا جام جم اسی سے منسوب کر دیا
۳ فارس کا ایک ظالم بادشاہ جس نے جمشید کو آرے سے چروا دیا تھا۔ جسے فریدوں نے قتل کیا۔
۴ شاہ ایران گشتاسپ کا بیٹا۔ ۵ ایران کا مشہور پہلوان
۶ مشہور ایرانی پہلوان جو رستم کا دادا تھا۔ ۱۲۰ ۷ یعنی تیمور سے لیکر بہادر شاہ ظفر تک کل ۲۳ مغل شہنشاہ ہوئے۔ تیمور، مرزا میراں شاہ، سلطان محمد مرزا، سلطان ابو سعید مرزا نیز سلطان عمر شیخ مرزا وسط ایشیا میں اور اٹھارہ ہندوستان میں یعنی بابر، ہمایوں، اکبر، جہانگیر، شاہ جہاں، اورنگ زیب، بہادر شاہ اول، جہاندار شاہ، فرخ سیر، رفیع الدرجات، شاہ جہاں ثانی، محمد شاہ، احمد شاہ، عالمگیر ثانی، شاہ عالم ثانی، اکبر شاہ ثانی اور بہادر شاہ ظفر (ترتیب میں کسی ایک شہنشاہ کا نام سہواً حذف ہو گیا ہے۔ ۔ ۔ ۱۲۰
۸ مدت سلطنت شاہان مغل پانسو سال کس طرح شمار کی ہے؟۔

ز ابراہیم لودی باز چوں کرد | ظہیر الدین بابر ہند را رام
ہزار و پانصد و بست و شش ز سال | چہ سال از سال عیسیٰ بود ہنگام
غرض سہ صد سی و یک سال دیگر | شمار کامرانی شہ ز ایام
بعہد شاہ عالم عہد شاہی | بعہد کمپنی چوں کرد ادغام
ہزار و یک صد و ہفتاد و شش بود | ز ہجرت آنکہ آمد سال اسلام
ز تخت و تاج شاہی ماند تا ہم | نشاں باقی و از شاہی فقط نام
چو گشت غدر شد سرسبز از جور | رسید از دست اہل غدر آلام
ہزار و دو صد و ہفتاد و سہ بود | کہ گشتہ از بغاوت شاہ بدنام
پس از یک سال شاہ انگلستاں | گرفت از کمپنی احکام حکام
ہنوز آں شاہ شاہاں حکمراں ست | کہ حکمش باد در ہر ملک مادام
بگیر آمد بہادر شہ چو در رزم | بہ رنگوں رفت آخر با صد آلام
بہ بحر شور شد شوریدہ آخر | شدہ آغاز شورش را چہ انجام
گرت را گوش فہم و چشم بیناست | شنو نظم و بہ بیں احوال ناکام
من از آں روز دانستم کہ آخر | بود در دہر خورشید لب بام

---

۱ یعنی ۹۳۲ھ/۱۵۲۶ء جنگ پانی پت کیطرف اشارہ ہے جسمیں سلطان ابراہیم لودی شہید ہوا۔ "شہید شد ابراہیم" مادہ ہے ۲ یعنی عیسوی سنہ ۱۵۲۶ ۳ اشارہ ہے ہندوستان میں مغلوں کی مدت حکومت ۱۵۲۶ء تا ۱۸۵۷ء جو صحیح ۳۳۱ سال ہوتی ہے ۴ شاہ عالم ثانی کے عہد میں (۱۷۵۹ء تا ۱۸۰۶ء) کمپنی نے مغل حکومت کو اپنے قبضہ میں لے لیا تھا اور بادشاہ کو پنشن دیکر برائے نام تخت نشین رکھا چنانچہ اس زمانہ میں مثل مشہور ہوگئی تھی کہ "سلطنت شاہ عالم از دہلی تا پالم" ۵ اشارہ ہے غالباً احمد شاہ ابدالی کے حملہ کی طرف جو ۱۱۷۶ھ میں ہوا تھا ۶ یعنی غدر جو ۱۲۷۳ھ معادل ۱۸۵۷ء میں ہوا تھا ۷ یعنی غدر کے ایک سال بعد ۱۲۷۴ھ/۱۸۵۸ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی سے سرکار انگلشیہ نے ہندوستان کی زمام کار اپنے ہاتھ لی۔

۸ مادام یعنی میڈم مراد ملکہ وکٹوریہ

شدہ طالع ز مغرب شد بمشرق　　شود روز شہی را زود تر شام
مقام ترس دجلئے خوف و بیم است　　کہ آغاز آں بود ایں باشد انجام
من و تو ہر دو را کار از قضا ہست　　دگر خواب و خیالات ست داو ہام
دگر بجز و شش اے رعنا کہ آمد　　ز بہر شور شور رنج و آلام

چہ در رنگوں شہ بیکس قضا کرد
بہادر شاہ غازی "بوظفر نام" ۱۲۷۹ھ
۹۱+۱۱۸۰+۸

ختم شد

لہ کلیاتِ نظام دیوان دوم ص ۱۹۶، ۱۹۷ مطبوعہ ۱۸۷۵ء مطبع نول کشور جو راقم کو برائے مطالعہ پروفیسر فیروز احمد صاحب صدر شعبۂ اردو فارسی دانش گاہ جیپور کے ذاتی ذخیرہ سے از راہِ عنایت موصول ہوا تھا۔

العلم والعلماء

امام حدیث علامہ ابن عبدالبر کی شہرۂ آفاق کتاب "جامع بیان العلم وفضلہ" کا نہایت صاف وشگفتہ ترجمہ علم وفضیلتِ علم۔ اہل علم کی فضیلت اور ان کی ذمہ داریوں کی تفصیل پر خالص محدثانہ نقطۂ نظر سے بحث کی گئی ہے۔ مترجم مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی۔

صفحات ۳۰۰ بڑی تقطیع $\frac{20 \times 26}{8}$
قیمت :/ ۳۵ روپے مجلد :/ ۵۵ روپے